بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

059. سورۃ الحشر

التّفسیر المیسّر سے ﴿قَدْ سَمِعَ﴾ تفسیر کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں سورۃ الحشر کی تفسیر بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱﴾ [الحشر: 1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی ہے ہر اس چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، اور وہ عزیز ہے (غالب ہے) اسے کوئی عاجز نہیں کر سکتا، اور وہ حکیم ہے (بڑی حکمت والا ہے) اپنی تقدیر میں تدبیر میں خلق میں اور شریعت میں، تمام چیزوں کو اپنی صحیح جگہ پر رکھنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲﴾ [الحشر: 2]

اُسی نے ہی (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی) نکالا ہے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو جھٹلایا ہے، اور یہ یہود بنی النضیر کا ذکر ہو رہا ہے، اُن کے گھروں سے اُن کو نکالا ہے اور اُن کے گھر جو تھے مدینہ شہر کے قریب تھے، اور یہ اُن کا سب سے پہلے نکالنا تھا جزیرۂ عرب سے ﴿لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾: جزیرۂ عرب سے اُن کو نکالا گیا یا مدینہ سے نکالا گیا جلاوطن کیا گیا شام کی طرف، اے مومنو! تم لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ کبھی نہیں نکلیں گے اپنے گھروں سے ﴿مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا﴾: کہ اپنے گھروں سے اس طریقے سے ذلیل وخوار ہو کر رُسوا ہو کر کبھی نہ نکلیں گے کیونکہ وہ بڑے طاقتور تھے (جو یہودی تھے مدینہ میں بڑے طاقتور تھے!)، اور یہودیوں نے بھی ایک گمان کیا ہوا تھا کہ اُن کے جو قلعے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اُن کو بچائے رکھیں گے اور کوئی اُن پر قادر نہیں ہے، بس اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکڑا ہے (یعنی اپنے عذاب سے) وہاں جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں تھا، اور اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب ڈال دیا ہے شدید خوف اور ڈر، پھر اُن کی حالت ایسی ہوئی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کرتے رہے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی، پس اے اہل بصیرت والے جو ہیں جو سمجھدار اور عقلمند لوگ ہیں اِن سے عبرت حاصل کرو (یعنی واقعہ جو ہوا ہے یہ اہل بصیرت کے لیے عبرت ناک ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْلَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۤءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳﴾
[الحشر:3]

یعنی یہ جو اُن کے ساتھ ہوا ہے (یہود بنی النضیر کے ساتھ یہ اُن کو جلاوطن کیا گیا ہے) کہ اگر اللہ تعالیٰ اُن پر یہ نہ لکھتا (یعنی اُن کے مقدر میں یہ نہ ہوتا) کہ وہ نکالے جاتے مدینہ کے شہر سے جلاوطن کیے جاتے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اُن کو سخت سزا دیتا قتل سے اور غلامی سے، اور آخرت میں اُن لوگوں کے لیے جہنم کا عذاب جو ہے جہنم کی آگ کا عذاب اُن کے لیے ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴﴾[الحشر:4]

یعنی یہ جو اُن کے ساتھ ہوا (یہود بنی النضیر کے ساتھ جو ہوا ہے) کہ دنیا میں اُن کو جلاوطن کیا گیا بے گھر کیا گیا، اور آخرت میں اُن کے لیے جہنم کا عذاب منتظر ہے، یہ اس لیے اُن کے ساتھ ہوا کیونکہ اُن لوگوں نے شدید مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی، اور اپنی نافرمانیوں سے جنگ کی ہے اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ کا اُس کے لیے سخت عذاب ہے (یا سخت سزا ہے اُن کے لیے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵﴾[الحشر:5]

اے مومنو! تم لوگوں نے درختوں کے تنے نہیں کاٹے اور نہ ہی اُن کو اپنی جڑوں پر چھوڑ دیا ہے اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تاکہ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نکلنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرنے والے ہیں اُن پر آپ کو مسلط کر دیا اور آپ لوگوں نے اُن کے جو درخت تھے اُن کو کاٹا بھی ہے اُن کو جلایا بھی ہے۔

یعنی ہوا یہ: کہ بنی النضیر نے جب عہد شکنی کی ہے اور اُن کو جلاوطن کیا گیا اور اُن کے گھروں کو توڑا گیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ خود اپنے گھر توڑنے لگے، تو جو درخت تھے اُن کو بھی جلایا گیا کاٹا گیا، تو اُن میں سے بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا اہل نفاق سے اور یہودیوں سے "تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ امن کا پیغام لے کر آئے ہیں، یہ درختوں کو بھی نہیں چھوڑا اُن کو بھی آگ لگا دی اُن کو بھی کاٹا گیا ہے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ جو تم لوگوں نے کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور اصل غلطی اُنہی کی ہے جنھوں نے مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (شدید مخالفت کی ہے) اور اُن کی یہ سزا ہے!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾[الحشر:6]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالِ فَے سے دلوایا ہے (یا عطا کیا ہے) یہود بنی النضیر کے مال سے تو اس کے لیے تم لوگوں نے نہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اور نہ ہی اونٹوں پر سوار ہو کر وہ حاصل کیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنے دشمنوں میں سے اپنے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو مسلط کر دیتا ہے اور پھر وہ بغیر کسی جنگ اور قتال کے ہتھیار ڈال دیتے ہیں، اور فیء (فَے) کا معنی یہ ہے کہ جو کافروں کا مال حق کی بنیاد پر بغیر قتال کے لیا جائے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرتی۔

یہاں پر دو چیزیں ہیں: (۱) ایک ہے مالِ غنیمت۔ (۲) ایک ہے مالِ فَے۔

مالِ غنیمت سے مراد یہ وہ مال ہے جب جنگ کے بعد حاصل کیا جاتا ہے، اور مالِ فَے یہ وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے حاصل کیا جاتا ہے (یہ فرق ہے دونوں میں)۔ اور یہاں پر کیونکہ جنگ ہوئی نہیں ہے بنی نضیر یہودیوں کے معاملے میں تو اس لیے جو بھی ان کا مال و متاع تھا جو حاصل ہوا ہے اُن سے یہ مالِ فَے ہے، اسے فَے (فیء) ہی کہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾[الحشر:7]

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾: یعنی جو اللہ تعالیٰ نے مالِ فَے سے نوازا ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین جو بستی والے تھے اُن سے یہ بھی، اور وہ بھی مال جو حاصل کیا بغیر گھڑ سواری کے اور بغیر اونٹوں کی سواری کے (یعنی بغیر کسی جنگ کے) تو یہ مال کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس کو جو ہے بیت المال میں رکھا جاتا ہے تاکہ مسلمانوں کے جو مصالح عامہ ہیں اُن میں صرف کیا جائے۔

پھر: ﴿وَ لِذِي الْقُرْبٰى﴾: جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتے دار ہیں قرابت والے ہیں جن میں بنو ہاشم اور بنو المطلب صرف یہ دو شامل ہیں۔

اور پھر: ﴿وَالْيَتٰمٰى﴾: یتیم، یہ وہ بچے ہیں فقیر بچے اس سے مراد ہیں جن کے والد (باپ) جو مر جاتے ہیں جبکہ وہ ابھی بالغ نہیں ہوتے، بلوغت سے پہلے جن بچوں کے باپ مر جاتے ہیں انہیں یتیم کہا جاتا ہے، تو: ﴿الْيَتٰمٰى﴾ جو ہیں یتیم جو ہیں یہ بھی حصے دار ہیں مالِ فَے میں۔

اور پھر: ﴿وَالْمَسٰكِيْنِ﴾: یہ حاجت مند، مسکین اور فقیر لوگ ہیں یعنی جن کے پاس اتنا نہیں ہوتا جو اُن کی حاجت کو پورا کر سکے۔

﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾: یہ وہ اجنبی مسافر ہوتے ہیں جن کے پاس نان نفقہ ختم ہو جاتا ہے اور سفر کا مال ومتاع ختم ہو جاتا ہے جب وہ سفر میں ہوتے ہیں، تو یہ بھی اِن پانچ میں شامل ہیں (یعنی یہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے مالِ فَے جو ہے)۔

اور یہ اس لیے مال تقسیم ہوتا ہے پانچ حصوں میں تاکہ یہ مال جو ہے صرف امیر لوگوں کے ہاتھوں میں گردش نہ کرے اور فقراء اور مساکین کو اس سے محروم نہ کیا جائے، اور جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیں چاہے وہ مال ہو یا چاہے وہ شریعت میں سے کوئی چیز ہو تو وہ لے لو، اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس سے رُک جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تقویٰ کا راستہ اختیار کرو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے حکم کی تعمیل کرنے سے، اور جس چیز سے منع کیا ہے اُس سے رُک جانے سے، بے شک اللہ تعالیٰ کی سزا بہت سخت ہے اُن لوگوں کے لیے جو نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

اور اس آیت میں جو ہے سنت پر عمل کرنے کا اور سنت کو لازم پکڑنے کا ثبوت ہے قولاً اور فعلاً، اور تقریراً۔

چاہے سنت قولی ہو یا فعلی ہو یا اقرار سنت ہو، سنت کو لازم پکڑنے کا ثبوت اس آیت میں موجود ہے کہاں پر ہے؟

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾: جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں وہ لے لو چاہے وہ مالِ غنیمت ہو، یا مالِ فَے ہو، یا چاہے شریعت کا کوئی حصہ بھی ہو، شریعت کے تعلق سے کوئی چیز بھی ہو (عام ہے)، اور جس چیز سے منع کریں اُسے فوراً ترک کر دو چھوڑ دو۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸﴾ [الحشر:8]

مالِ فَے کے تعلق سے پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ مالِ فَے جو ہے یہ فقراء مہاجرین کو بھی دیا جاتا ہے، اور فقراء مہاجرین یہ وہ ہیں جنہیں مشرکین مکہ نے اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا، اپنے گھروں کو چھوڑا اور اپنے مال و متاع کو بھی چھوڑ دیا، صرف اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہیں یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ سے رزق کا فضل چاہتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں (یعنی دین کی نصرت بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں) یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں جن لوگوں نے اپنے فعل سے اپنے قول کو سچا ثابت کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹﴾ [الحشر:9]

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جو جنہوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کی اِن سے پہلے، مدینہ میں قیام کیا، یعنی انصار جو ہیں، اور ایمان بھی لے کر آئے مہاجرین کی ہجرت سے پہلے، وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں اور ان کی مدد و اعانت

کرتے ہیں اپنے مال سے، اور اپنے نفس میں اپنے سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے جب اُن کو مالِ فَے میں سے یا کوئی اور چیز دی جاتی ہے، بلکہ وہ ترجیح دیتے ہیں ان مہاجرین کو اپنے اوپر بھی اگرچہ وہ خود حاجت مند کیوں نہ ہوں اور ضرورت مند کیوں نہ ہوں، اور سچ بات یہ ہے کہ کہ جس نے اپنے آپ کو بچایا ہے نفس کی بخیلی سے اور مال کی محبت اور ہوس سے تو یہی لوگ جو ہیں وہ فلاح پانے والے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں جو لوگ وہ حاصل کر چکے ہیں جو وہ چاہتے تھے (اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے تھے، کامیاب ہونا چاہتے تھے، تو کامیاب ہو گئے)۔

پہلی آیت میں مہاجرین کا ذکر خیر ہے، اور اس آیت میں انصار کا ذکر خیر ہے، اور ایک سے بڑھ کر ایک جملہ ہے اگر آپ غور کریں تو!

اور اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُن لوگوں کے تعلق سے جو اِن کے بعد آئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٠﴾ [الحشر:10]

اور وہ لوگ جو اِن کے بعد میں آئے مومنین میں سے (یعنی جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئے) وہ یہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہوں کو بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہمارے دینی بھائی ہیں جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں، اور ہمارے دلوں میں اُن کے لیے کوئی حسد یا کینہ باقی نہ رہے اہل ایمان میں سے،

"رَبَّنَا": اے ہمارے ربّ! بے شک تو اپنے بندوں پر وسیع رحمت کرنے والا ہے اُن کے عاجل یا آجل معاملات میں۔

اور اس آیت میں یہ دلالت ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے سلف کا ذکر خیر کرتا رہے جو اچھے لوگ اُن سے پہلے گزر چکے ہیں، اور اُن کے لیے دعا بھی کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت بھی کرتا رہے، اور اُن کا ذکر خیر بھی کرتا رہے، اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی دعا بھی کرتا رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَكُمۡ وَلَا نُطِيۡعُ فِيۡكُمۡ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ﴾[الحشر:11]

اب کچھ اور لوگوں کا ذکر ہے:

کہ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے ان منافقین کی طرف نہیں دیکھا (یعنی منافقین کو نہیں دیکھا) جو کفر میں اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جو یہود بنی النضیر میں سے کفر پر جو اُن کے بھائی ہیں، وہ اُن کو یہ کہتے ہیں: کہ اگر تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے ساتھی جو ہیں مدینہ سے نکال دیں (یعنی جلاوطن کر دیں گے) تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے، اور کسی کی بات بھی ہم نہیں مانیں گے آپ لوگوں کے خلاف، اگر کوئی ہمیں یہ کہتا ہے کہ ہم آپ کو رسوا کر دیں یا آپ کے ساتھ باہر نہ نکلیں تو ہم ہر گز کسی کی نہیں سنیں گے، اور اگر وہ تمہارے خلاف قتال اور جنگ بھی کریں گے تو تب بھی ہم تمہارے ساتھ تمہاری مدد کریں گے اُن کے خلاف، اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ منافقین جو ہیں جھوٹے ہیں جو انہوں نے وعدہ کیا ہے یہود بنی النضیر کے ساتھ۔

جب جلاوطنی کی بات ہوئی یہود بنی النضیر کی تو جو منافقین تھے اُنہوں نے ساتھ دیا یہودیوں کا، اور ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے اہل کفر اور اہل نفاق جو ہیں کیونکہ منافق ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان معاشرے میں رہتا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے روزے بھی رکھتا ہے تو ظاہراً وہ مسلمان ہے، لیکن اندر میں دل میں وہ کافر ہے اُس نے اسلام قبول کیا نہیں ہے، جو نفاق اکبر ہے!

تو جب یہ اعلان ہوا کہ یہود بنی النضیر کو جلاوطن کرنا ہے تو منافقین نے یہ وعدہ کیا یہودیوں کے ساتھ "کہ آپ فکر نہ کریں ہم تمہارے ساتھ ہیں، اگر تمہیں نکالیں گے مدینہ سے تو ہم بھی نکلیں گے تم لوگوں کے ساتھ، اور اگر وہ قتال کریں گے جنگ کریں گے تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے اُن کے خلاف (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف ہم تمہارا ساتھ دیں گے)": تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، دیکھیں لفظ دیکھیں ﴿وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ﴾ (اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں)۔ ہوا کیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ﴾ [الحشر:12]

یعنی اگر یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا گیا تو یہ اُن کے ساتھ (منافقین جو ہیں اُن کے ساتھ) نکلیں گے نہیں، اور اگر جنگ بھی ہوئی یہودیوں کے خلاف تو یہ جنگ میں بھی اُن کا ساتھ نہیں دیں گے جیسا کہ اُن لوگوں نے یعنی جھوٹا وعدہ کیا ہے، اور اگر قتال بھی کر لیں گے جیسا کہ اُن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے تب بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کبھی بھی اُن کی مدد نہیں کرے گا بلکہ ہمیشہ وہ ذلیل اور رسوا اور خوار ہوتے رہیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴾[الحشر:13]

سچ بات تو یہ ہے کہ یہودی اور منافقین جو ہیں وہ تم سے زیادہ ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت (یعنی اصل بات یہ ہے کہ وہ تم سے ڈرتے ہیں اور بہت زیادہ ڈرتے ہیں) اُن کے سینوں میں جو رعب اور ڈر ہے تمہارا وہ بہت زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ وہ تم سے ڈرتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کیا ہے اور ایمان کیا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتے ہیں۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نہ ہو تو پھر یہی انجام ہوتا ہے (نعوذ باللہ) کہ مخلوق سے ڈرا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے لوگ ڈرتے نہیں ہیں! پھر اُن کا انجام بھی یہی خوفناک انجام ہوتا ہے!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴾[الحشر:14]

یعنی سچ بات یہ ہے: یہ جو یہودی ہیں تمہارے خلاف جنگ ہر گز نہیں کریں گے اِلّا یہ کہ بند قلعوں میں یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر، کیونکہ یہ بزدل اور ڈرپوک ہیں اور وہ اُن کے دلوں میں رعب جو ہے اُس کی وجہ سے، اور سچ بات یہ ہے کہ آپس میں اِن کی جو دشمنی ہے بہت شدید ہے، آپ یہ گمان کریں گے کہ سب جڑے ہوئے ہیں لیکن سچ بات یہ ہے کہ ان کے دل جدا جدا ہیں، اور یہ اس لیے کہ یہ ایسی قوم ہے یا ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے نہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر غور و فکر کرتے ہیں (سبحان اللہ)۔

یہ حقیقت ہے یہودیوں کی ہمیشہ ہر زمانے میں ﴿تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًا وَّقُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى﴾: دیکھنے والا یہ دیکھے گا کہ سب ایک ہیں بڑے مضبوط ہیں، بڑا اِن کا آپس میں محبت اور ساتھ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل جدا جدا ہیں کوئی محبت نہیں ہے! ذاتی مفادات ہیں اور صرف دیکھنے والے کے سامنے ایک ہیں حقیقتاً دل جدا جدا ہیں۔

جب دل جدا ہوتے ہیں نفرتیں ہوتی ہیں بغض ہوتے ہیں تو کبھی بھی ایسے ساتھ میں کوئی خیر باقی نہیں رہتا، لیکن یہ عبرت ہے لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَمَثَلِ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ قَرِيۡبًا ذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ‌ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ‌ ۝١٥﴾[الحشر:15]

اب اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے ان یہودیوں کی دو مثالیں ہیں، پہلی مثال یہودیوں کی، دوسری منافقین کی: کیونکہ پہلے ذکر یہودیوں کا ہوا ہے اب یہودیوں کی مثال دیکھیں ذرا:

یہ جو یہودی ہیں جو اُن کو یہ سزا دی گئی ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ان سے پہلے جو مشرکین قریش ہیں جنگ بدر میں جو اُن کے ساتھ ہوا اور جو ان سے پہلے یہود بنی قینقاع کے ساتھ ہوا، کہ اُن لوگوں کو جو تکلیفیں پہنچی ہیں یا جو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا وہ ان کے سوءِ عاقبت کی وجہ سے ہے جو اُن لوگوں نے کیا جو بُرے اعمال کیے یہ اُن کی سزا تھی، اور اُن کے کفر کی وجہ سے اور جو دشمنی کی اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو دنیا میں اُن کو یہ سزا ملی، اور آخرت میں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ ﴾[الحشر:16]

اور منافقین کی ایسی مثال ہے جب اُن لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (یہود بنی النضیر کے ساتھ ہیں)، کہ اگر تمہیں نکالیں گے تو ہم بھی نکلیں گے اگر جنگ کریں گے تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے، ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ شیطان نے انسان کو دھوکے میں یہ کہا "کہ میں تمہارے ساتھ ہوں" جب انسان کے لیے کفر اور نافرمانی کو مزیّن کیا اور پھر اُس کی طرف بلایا ہے، اور جب انسان نے کفر کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور نافرمانی کر بیٹھا ہے تب شیطان نے کہا "میں تم سے بَری ہوں"، اور لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوا کہا "کہ بے شک میں اللہ ربّ العالمین سے ڈرنے والا ہوں"۔

جب انسان گناہ کر بیٹھتا ہے شیطان کے بہکاوے میں آ جاتا ہے نافرمانی کر لیتا ہے اور سب سے بڑی نافرمانی کفر ہے، اب انسان کو کافر بنا دیا ہے اور پھر جب وہ کفر کا راستہ اختیار کر لیتا ہے پھر کہتا ہے: "میں تو بَری ہوں میں تو جانتا نہیں ہوں میرا تعلق ہی تم سے نہیں ہے یہ کفر تم نے خود کیا ہوا ہے (نعوذ باللہ) اور میں اللہ سے ڈرتا بھی ہوں"۔ دیکھیں (سبحان اللہ)!

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ ﴾[الحشر:17]

پس جو عاقبت اور جو انجام ہوا شیطان کا اور اُس انسان کا جس نے شیطان کی بات کو مان کر کفر کا راستہ اختیار کر لیا کہ دونوں جہنم میں ہیں ہمیشہ اُس میں رہیں گے، اور یہ سزا جو ہے اُن سب کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی حدیں پار کر لیتے ہیں اور زیادتی کر بیٹھتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ ﴾[الحشر:18]

اے ایمان والو (یعنی اے وہ لوگ)! جنہوں نے تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شریعت پر عمل پیرا ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچو ہر اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جو تمہیں حکم دیا گیا، اور ہر اس چیز کو ترک کرتے ہوئے جس سے تمہیں منع کیا گیا تاکہ ہر ذات اور ہر نفس جو ہے وہ غور و فکر کرے کہ اُس نے آگے کیا بھیجا ہے قیامت کے دن اپنے اعمال میں سے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو ہر اس چیز سے جو تم کرتے ہو یا تم چھوڑتے ہو، بے شک اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے ہر اُس چیز سے جو تم کر رہے ہو کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں تمہارے اعمال میں سے، اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان تمام چیزوں کی جزاء دے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾﴾[الحشر:19]

اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو اے مومنو! جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کو ترک کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر واجب کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھلا دیا ہے جو بھی خیر تھا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے قیامت کے دن جس نے بچانا تھا اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو اُن چیزوں سے غافل کر دیا اور بھلا دیا، اور یہ وہ لوگ ہیں جو فاسق ہیں جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری سے خارج ہونے والے ہیں۔

یعنی کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں غافل ہو جاتے ہیں اور اُن کی سزا کیا ہوتی ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ بھی اُن کو بھلا دیتا ہے، وہ کوئی خیر عمل نہیں کرتے نہ اُن کو توفیق ہوتی ہے اور یہ اُن کے فسق کی سزا ہے، جب انسان نافرمانی پر اُتر آتا ہے تو اُن کی پھر سزا یہی ہوتی ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾﴾[الحشر:20]

نہیں برابر جہنمی جو جہنم میں عذاب جن کو ملتا رہے گا، اور نہ ہی جنتی جو جنت میں اللہ تعالیٰ کے خاص انعام اور احسان میں ہوں گے منعَّم ہوں گے پھر جنت کی لذتوں میں ہوں گے، جنت والے ہی جو ہیں وہ کامیاب ہیں، اُن کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہتے تھے، اور ہر اُس چیز سے وہ بچیں گے جو وہ نہیں چاہتے تھے یا ہر ناگواری سے اللہ تعالیٰ اُن کو بچا لے گا۔

یعنی فَوز کا معنیٰ کیا ہے؟"الحصول على المطلوب والنجاة من المكروه": آپ جو چاہتے ہیں، جو خیر بھلائی چاہتے ہیں آپ جب مل جاتی ہے اور جس چیز سے آپ ڈرتے ہیں اس سے آپ بچ جاتے ہیں تو اسے کہتے ہیں الفوز: ﴿هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ یا فلاح بھی اسے کہتے ہیں تو اہل جنت جو ہیں فلاح پا چکے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱﴾[الحشر:21]

قرآن مجید کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ اگر ہم یہ قرآن جو ہے کسی پہاڑ پر اسے نازل کر دیتے اور اُس پہاڑ نے سمجھ لیا جو کچھ قرآن مجید میں ہے وعد اور وعید (اور یعنی جو باقی پیغامات ہیں) تو آپ یہ دیکھتے کہ اس کی شدت، قوت اور صلابت اور عظمت کے باوجود بھی یہ پہاڑ جو ہے یہ دب جاتا جھک جاتا اور اس میں دراڑیں پڑ جاتیں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے، اور یہ مثالیں ہم اس لیے بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ لوگ غور و فکر کریں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت میں اور راہ راست اختیار کر لیں۔

اور اس آیت میں قرآن پر غور و فکر کرنے پر رغبت دی گئی ہے تاکہ غور و فکر سے قرآن مجید کے جو معنیٰ ہیں اُن کو سمجھا جائے اور عمل بھی کیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝۲۲﴾[الحشر:22]

اللہ تعالیٰ ہی معبود بر حق ہے اس کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں ہے، وہ بادشاہ ہے وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ چھپا ہے اور جو حاضر ہے، وہ وسیع رحمت والا ہے جس کی رحمت ہر چیز کو وسیع ہے، اور وہ رحیم بھی ہے اہل ایمان پر خاص رحم کرنے والا بھی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾[الحشر:23]

وہ اللہ ہے جو سچا معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، وہ بادشاہ ہے تمام چیزوں پر اور تدبیر کرنے والا ہے بغیر کسی ممانعت کے بغیر کسی مدافعت کے، جو ہر نقص اور عیب سے پاک ہے، جو تصدیق کرتا ہے اپنے رسولوں کی اور اپنے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی جو پیغامات اور آیات بیّنات اُن کو دی ہیں، جو نگہبان ہے رقیب ہے اپنی مخلوق پر اور تمام اعمال پر، جو عزیز ہے غالب ہے جس کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا، جو جبار ہے جو اپنے تمام بندوں پر قہر کرنے والا ہے اور جبر کرنے والا ہے، تمام مخلوقات اُس کے سامنے جھک گئی ہیں، جو متکبر ہے کبریائی والا ہے بڑائی والا ہے اور عظمت والا ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر اُس چیز سے جسے وہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾[الحشر:24]

وہ اللہ ہے جو خالق ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے، جو باری ہے جس نے عدم سے مخلوقات کو پیدا کیا ہے اپنی حکمت کی بنیاد پر، جو مصور ہے مخلوقات کی جیسی چاہتا ہے تصویریں بناتا ہے، اُسی کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں، تمام مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں پاکیزگی بیان کرتی ہیں، وہ عزیز اور غالب ہے اور سخت انتقام لینے والا ہے اپنے دشمنوں سے، اور وہ حکیم ہے بڑی حکمت والا ہے اپنی مخلوقات کے اُمور کی تدبیر کرنے میں۔

یہ مختصر سی تفسیر ہے اس عظیم سورۃ کی، اور اس سورۃ کی ابتداء اور انتہا کو اگر دیکھیں اور بنیادی پیغام کو دیکھ لیں تو اس کی ابتداء تسبیح سے ہوئی اور اختتام بھی تسبیح سے ہوا، اور بیچ میں ذکر ہوا یہود بنی النضیر کا، اور سورۃ کا نام حشر بھی اس لیے ہے

کہ حشر کرنا ہے یعنی جمع کرنا ہے: (۱) بنی النضیر یہود کو جمع کیا گیا ایک جگہ پر پھر ان سب کو جلاوطن کیا گیا مدینہ سے نکال کر شام کی طرف، یہ پہلا حشر ہے۔ (۲) دوسرا حشر ہے جزیرۂ عرب سے اُن کو نکالنا خیبر کی طرف۔ (۳) اور تیسرا حشر جو ہے وہ ہے روز قیامت (روز محشر جسے کہتے ہیں وہ حشر)، تو یہ تین معنی ہیں حشر کے۔ یہ ابتداء تھی اس لیے فرمایا ﴿لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾، اور دوسرا بھی ہونا تھا خیبر کی طرف جو ہے۔ سیدنا عمر کے زمانے میں اُن کو نکال دیا سب کو اور جزیرۂ عرب سے پاک کر دیا گیا۔ اور کیونکہ کچھ اعتراض کرنے والے جو منافقین ہیں جو یہودی ہیں یا جو کافر ہیں: "یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سلامتی کا دین ہے اُن کو نکال دیا گیا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ ظلم کیا گیا ہے اُن پر؟": تو اس لیے تسبیح سے بات شروع ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے، ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اور یہ گواہی تمام چیزیں جو ہیں (مخلوقات آسمانوں اور زمین میں) دیتی ہیں، کسی کے اعتراض کرنے سے یا اللہ تعالیٰ کی شان میں کسی کے گستاخی کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تمام مخلوقات تسبیح کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے، (ابتداء ہوئی اور اختتام بھی اسی چیز پر ہوا (سبحان اللہ))۔

اور بیچ میں جو بھی واقعات ہوئے ہیں اُن کی مکمل وضاحت ہوئی ہے۔ کیوں ہوا؟ کیونکہ مخالفت کی ہے یہودیوں نے (ہمیشہ دیکھیں یہودیوں کو)۔ آج بھی حال دیکھ لیں وعدہ خلافی ہمیشہ، جھوٹ فریب، دھوکا، سب اُن میں نظر آئے گا تو سزا بھی ملتی رہی مختلف ادوار میں، اُن کو سزا بھی ملی، اُن سے پہلے بنو قینقاع کو ملی، اُن کے بعد بنو قریظہ کو بھی ملی، اور ان کو بھی ملی جن کو جلاوطن کیا گیا ہے، اور جو درخت کاٹے گئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کاٹے گئے ہیں۔

اُن کے درخت بھی تھے کھجوریں بھی تھیں کیوں کاٹی گئیں کیوں جلایا گیا؟ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس سے بڑھ کر ہے، جو کفر اور نافرمانی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کرنا، وعدہ خلافی کرنا، ان تمام چیزوں سے یہ دنیاوی چیزیں ہیں یہ سب ایک طرف ہیں یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے! تو اگر مومنوں نے کاٹا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم سے کاٹا ہے تو اصل حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

اور پھر صحابہ کا ذکر خیر دیکھیں آپ: مہاجرین کا ذکر سب سے پہلے کہ انہوں نے گھر چھوڑا ہے اپنا قربان کر دیا ہے، اگر تم لوگ گھر چھوڑ کر جا رہے ہو تمہیں گھر سے نکالا ہے تو اس سے پہلے دیکھیں مشرکین نے کیا کیا تھا؟! اپنے گھروں میں مکہ میں رہتے ہوئے صحابہ کو جو مہاجرین تھے ان کو گھر سے نکالا، مجبور کیا گھر چھوڑنے پر۔

قصور کیا تھا؟ مومنین تھے اہل ایمان تھے، توحید پر قائم رہنا چاہتے تھے۔ گھر سے نکالا گیا، اپنے مال سے نکالا گیا، وہ مدینہ پہنچے، اُن کے جو امیر تھے وہ بھی فقیر ہو گئے کچھ اُن کے پاس باقی نہ رہا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ کے لیے قربان کر کے گئے! کس لیے؟ اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور اپنے عمل سے اپنے قولوں کو سچا ثابت کیا۔

اور پھر جو انتظار اُن کا کر رہے تھے اُن کو ویلکم (Welcome) کرنے والے جو انصار ہیں جو سبقت لے گئے (یعنی وہ سبقت لے گئے مہاجرین جو ہیں اُس خیر میں جو مکہ سے آئے قربانی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور یہ دیکھیں یہ ویلکم (Welcome) میں سبقت لے گئے) اِن کا انتظار کیا اور ان کی مدد کی ان کی اعانت کی اور خوشی سے جو بھی ان کو مالِ فَے دیا گیا جو مال تقسیم کیا گیا اس کی تفصیل بیان کرنے کے بعد یہ ان کا حصہ بھی ہے جو مہاجرین ہیں۔

اور انصار بھی ایسے تھے جو فقیر مسکین تھے لیکن دیکھیں ان کو گھر میں جگہ دی، ان کو مال و متاع دیا، اپنے ساتھ کھانا کھلایا ،ان کو لباس بھی دیا، بے گھر تھے گھر بھی دیا، سب کچھ دینے کے ساتھ ساتھ جو مالِ فَے ملا مہاجرین کو کوئی تنگی کسی نے محسوس نہیں کی بلکہ اگر کوئی ان کو ملتا تو وہ بھی ترجیح کرتے (اپنے نفس سے ترجیح کرتے) ان کو دیتے جبکہ وہ خود شدید ضرورت مند ہوتے۔ یہ کب ممکن ہے؟ جب انسان اپنے نفس کی بخیلی سے دوری اختیار کر لے۔ جو اپنے نفس کی تربیت کرتا ہے اور بخیلی سے پاک کر دیتا ہے مال کی ہوس سے پاک کر دیتا ہے تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں، فلاح پانے والے۔ پھر اُن کے بعد میں آنے والے (صحابہ کے بعد میں آنے والے) جو اہل ایمان ہیں اُن میں کبھی کوئی خیر نہیں ہے جب تک کہ وہ صحابہ کا ذکر خیر نہ کریں اُن کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں (دیکھیں سبحان اللہ دعائے مغفرت اُن کا حق ہے، لوگ تو بُرا بھلا کہتے ہیں حیران کن بات ہے!)، دعائے مغفرت اُن کا حق ہے اُن کے لیے دعا کرتے رہیں، ذکر خیر کرتے رہیں اور اُن کے راستے کی اتباع کرتے رہیں، یہ اصل پیغام ہے۔

جب آپ دعا کرتے ہیں تو اُن کے راستے کی اتباع کیوں نہیں کریں گے جب وہ سب سے بہترین ہیں جو ہمارے سلف سب سے پہلے گزرے ہیں! اس لیے ہم سورۃ الفاتحہ میں کیوں بار بار اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ (الفاتحہ: 5-6) وجہ کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اُن کے راستے کو ہم نے اختیار کرنا ہے۔

اور پھر منافقین کا ذکر ہوا ہے کہ اُن لوگوں نے کس طریقے سے کیا ہے۔ تو اس ساری سورۃ کا سیاق وسباق دیکھیں آپ اللہ تعالیٰ کی عظمت شروع سے لے کر آخر تک، دشمن دشمنی کرتے رہیں گے اور وہ اپنے جو بھی حیلے ہیں اور جو بھی ان کی دھوکے بازی ہے وہ سب کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد واعانت اپنے پیاروں کے ساتھ ہمیشہ ہے، اپنے انبیاء کی نصرو تائید ہمیشہ رہی ہے مدد واعانت ہمیشہ رہی ہے اور کامیاب ہمیشہ اہل ایمان ہوئے ہیں۔

راستے صرف دو ہیں: یا جنت کی طرف راستہ ہے یا دوزخ کی طرف، اہل ایمان ہیں اہل کفر ہیں، اصحابہ الجنۃ اور اصحاب النار دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے! اور یہ ساری چیزوں کا قرآن مجید میں ذکر کیا ہے ایک چھوٹی سی سورۃ میں ذکر کیا ہے۔ اگر قرآن مجید پر غور وفکر کریں کہ اگر یہ پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ بھی ذرّہ ذرّہ ہو جاتا! پھر ان اہل کفر کے دلوں پر فرق کیوں نہیں پڑتا؟! دیکھیں منافقین کا ذکر ہوا ہے نا منافقین کی سب سے زیادہ خرابی کہاں پر ہے؟ دل میں ہے۔

اور ذکر بھی قرآن مجید کا کیا ہے، "اگر قرآن مجید پہاڑ پر اللہ تعالیٰ نازل کرتا اور پہاڑ قرآن مجید کو سمجھ لیتا تو وہ بھی ذرّہ ذرّہ ہو جاتا ریزہ ریزہ ہو جاتا"۔ اِن کے دل کیسے ہیں جو منافقین ہیں یا جو یہودی ہیں جو اہل کفر ہیں ان کو فرق کیوں نہیں پڑتا؟! عربی بھی سمجھتے ہیں!

بنی النضیر عربی تھے عربی سمجھتے تھے، منافقین بھی سب عربی سمجھتے تھے، قرآن مجید سنتے بھی تھے سمجھتے بھی تھے لیکن کاش سمجھنے کا حق ادا کرتے تھے! دل پر مہر لگی ہوئی تھی کیونکہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے، دل پر کفر کی کالک لگی ہوئی تھی، تو قرآن مجید ایسے دلوں پر کبھی اثر نہیں کرتا۔ تو اہل ایمان جو ہیں ان کے دلوں پر اثر بھی ہوتا ہے اور پھر وہ جب کمال ہوتا ہے اس قرآن مجید کی صحیح سمجھ کا دلوں پر تو پھر صحابہ جیسی زندگی ہوتی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلنا جو ہے وہ متعین ہو جاتا ہے، اصل یہ چند اہل پیغام ہیں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (059.سورۃالحشر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio